www.bhatkallys.com

پائے کے اہلِ علم کی جو چیزیں اس ادارے میں شائع ہوئیں وہ اتنی دقیق اور قابلِ قدر ہیں جن سے بچے تو بچے۔ بڑے بڑے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

مکتبہ جامعہ ہی کی دیکھا دیکھی انفرادی کوششیں جاری ہوئیں جن کا سلسلہ تاحال جاری ہے اور یوں بہتیری چیزیں بھی ہم کو ملیں۔ اگرچہ رطب و یابس کی بہتات بھی سہائی رہتی ہے۔ تجارتی فوائد کو دیکھ دیکھ بہتیرے غلط افراد کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اور بچوں کے ادب پر بھی ہاتھ صاف کیا گیا۔ کراچی میں جب میں نے اپنے "اردو گھر" (اشاعت خانہ) کی تجدید کی اور بابائے اردو مدظلہ، سے اس کا افتتاح کرایا تو آں مخدوم کو سپاس نامہ پیش کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ بچوں کے ادب پر "آکے عجب وقت پڑا ہے" ننھی ننھی تانتی کی تربیت یونہی ناقص ناقص ہو رہی ہے، ننھے تو ننھے بڑوں کے اخلاق و آداب اور عام اخلاقی اقدار خاک بسر ہو رہے ہیں، اس عام بدحالی میں بچوں کا جو ادب سامنے آ رہا ہے، اسے دیکھ دیکھ دل ہول کھاتا ہے روک تھام کی ضرورت ہے۔ چنانچہ بابائے اردو مدظلہ، نے اپنی جوابی تقریر میں جو کلماتِ خیر ارشاد فرمائے اُن کے آخر میں خصوصیت سے یہ بات واضح فرمائی۔ آں مخدوم نے اس موقع پر جو کچھ فرمایا اُسی پر اپنی معروضات ختم کرنی چاہتا ہوں۔ پھر کبھی موقع ملا تو انشاءاللہ چاہے جن پہلوؤں کا تذکرہ پیشِ نظر ہے پیشِ خدمت ہوں گے۔ سردست معافی کا خواستگار ہوں یہ یہ تو بس برادرِ محترم شاہد احمد صاحب مکرم کی تعمیلِ حکم ہے کہ اسی بہانے دِلّی شریف کا حق نمک' بُرا بھلا شاید ادا سمجھا جائے یوں چھوٹا سا یہ مضمون کیا' پریشان نویسی کا نمونہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ہاں تو بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق مدظلہ' فرماتے ہیں:۔

"بچوں کی تعلیم ہماری قومی زندگی کا بہت اہم جُز ہے بچپن میں جو اچھی بُری باتیں کان میں پڑتی یا پڑھنے میں آتی ہیں وہ دل میں گھر کر لیتی ہیں، اُن کا اثر اور عمل مرتے دم تک قائم رہتا ہے۔ اس لئے یہ ٹھیک ہے کہ بچوں کا ادب تیار کرنے میں پوری احتیاط، ذہانت اور سلیقے سے کام لینا ضروری ہے

ادبی رسائل کے پچیس سال (بسلسلہ صفحہ ۱۳۳)

اب ہم ہندوستان کے ایک دو پرچوں کا ذکر کریں گے۔ ساحر لُدھیانوی نے ۱۹۴۸ء میں دلّی سے 'شاہراہ' نکالا، خود تو وہ حسبِ عادت اس کے چند شمارے بڑے ٹھاٹ سے نکال کے بمبئی چلے گئے بعد میں برکاش پنڈت اسے کئی برس تک ترقی پسند مصنّفین کے نیم سرکاری آرگن کے طور پر کامیابی سے چلاتے رہے۔ آخر میں وہ 'شاہراہ' سے رُخصت ہو کر دو ماہی 'فنکار' کے ایڈیٹر ہوئے اور 'شاہراہ' نے ایک سال میں چار ایڈیٹر بدلے۔ پہلے مخمور جالندھری آئے پھر وامق آہوزی اب ظ انصاری ہیں اور انہوں نے اس میں بعض طباعتی جدّتیں پیدا کی ہیں۔ 'فنکار' دو ماہی بڑا ہونہار ہے لیکن 'سویرا' کی طرح بے قاعدگی کا روگ اس کے ساتھ بھی لگا ہوا ہے۔

ان پچیس۲۵ برس میں دُنیا بدل گئی۔ اگر ہمارے جائزے کے سال اوّل کے بہترین نمائندہ پرچے نیرنگِ خیال، ساقی اور عالمگیر وغیرہ تھے تو آج یہ پدوی سویرا۔ نقوش اور فنکار وغیرہ کو حاصل ہے۔ کل خدا جانے کیا رنگ ہو۔ اس مختصر اور نامکمل جائزے سے اگر ایک اجمالی تصویر ([illegible]) اسکیچ بھی قاری کی نظر کے سامنے آ جائے تو بہت ہے ورنہ اگر واقعی اس زمانے کے سارے پرچوں کے فائل سامنے رکھ کے بالاستیعاب جائزہ لکھا جائے تو ایک کتاب پر محیط ہو سکتا ہے۔ پھر ہم نے ہفت روزہ ادبی پرچوں کو لیا ہی نہیں نہ علمی پرچوں کے متعلق تفصیل سے کچھ لکھا ہے۔ ادیبوں کا کون سا کارواں کب آیا، کس طرح آیا اور کب گزر گیا، اس کی حکایت بھی لذیذ لیکن بہت دراز ہے۔ —— یہ ہے کہ ہر پرچہ کی تاریخ الگ لکھی جائے اور تفصیل اس میں آ جائے، اس وقت تو یہ احساس ہو رہا ہے کہ تھوڑا سمیٹا گیا ہے اور بہت رہ گیا ہے، بہرحال آپ بھی زندہ ہیں اور ساقی بھی اور خدا نے چاہا تو ہم بھی۔

بازاری اور معنوی لحاظ سے سستی کتابوں سے بچوں کو بچانا چاہیے بچوں کے لئے اچھی کتابوں کی ابھی تک بہت کمی ہے"

(قومی زبان۔ یکم فروری ۱۹۵۵ء)